السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ہفت روزہ اہل حدیث شمارہ نمبر:24 کے احکام وسائل میں آپ نے لکھا ہے کہ پوتا اپنے دادا کی جائیداد سے محروم رہتا ہے۔ آپ کا جواب شکوک شبہات کا باعث ہے۔ یعنی آدمی کا بیٹا فوت ہوجائے۔ فوت ہونے والے کی چھوٹی اولاد بھی ہو۔ ایسے حالات میں بیوہ اور یتیم اولاد کو وراثت سے محروم کرنا کہاں کا انصاف ہے؟ اسلام کی حقانیت سے انکار ممکن نہیں، لیکن یہاں اسلام نے یتیموں اور بیواؤں کے حق کو کیوں ساقط کردیا ہے جبکہ دوسرے مذاہب یتیم پوتوں کو حق دیتے ہیں اور انہیں کسی صورت میں محروم نہیں کرتے۔ مہربانی فرماکر مفصل جواب دیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بندہ مسلم کی شان یہ ہے کہ وہ اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام بجالاتا ہے اور سمع واطاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے خود کو اسلام کے حوالے کردیتا ہے۔ دین اسلام دیگرادیان کے مقابلہ میں، اس لئے بلند وبرتر ہے کہ اس میں اعتدال کا حسن ہے۔ درج ذیل سوال میں سطحی جذبات کے پیش نظر اسلام کی حقانیت کو چیلنج کیا گیا ہے، حالانکہ جس قدر یتیموں کے حقوق کا خیال دین اسلام کی تعلیمات میں ہے دیگرادیان میں اس کا عشر عشیر بھی نہیں ہے۔ اس تمہیدی گزارش کے بعد واضح ہو کہ اسلام نے میراث کے سلسلہ میں اقربا کے فقر واحتیاج اوران کی بے چارگی کو بنیاد نہیں بنایا؟ جیسا کہ یتیم پوتے کے متعلق سوال میں یہ تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے بلکہ مستقبل میں مالی معاملات کے متعلق ذمہ داری کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ اگراس سلسلہ میں کسی کا محتاج اور بے بس ہونا بنیاد ہوتا توارشاد باری تعالیٰ بایں الفاظ نہ ہوتا کہ ''مذکر کےلئے دو مونث کے برابر حصہ ہے۔'' بلکہ اس طرح ہوتا کہ مونث کےلئے دومذکر کے برابر حصہ ہے کیونکہ لڑکے کے مقابلہ میں لڑکی مال ودولت کی زیادہ حاجت مند ہے اوراس بے چارگی کے سبب میت کے مال سے اسے زیادہ حقدار قرار دیا جانا چاہیے تھا۔ اسی طرح شوہر کوزوجہ کی اولاد نہ ہونے پر نصف جائیداد کا مستحق قرار دیا گیا ہے جبکہ زوجہ کو شوہر کی اولاد نہ ہونے کی صورت میں ایک چوتھائی کا حقدار ٹھہرایا گیا ہے، حالانکہ حاجت مندی، بے چارگی، عدم کسب معاش اور نسوانی وصف کا تقاضا تھا کہ شوہر کےلئے ایک چوتھائی اور بیوی کےلئے نصف مقرر ہوتا۔ ان حقائق کا واضح مطلب ہے کہ وراثت میں حاجت مند ہونا یا عدم اکتساب یا بے چارگی قطعاً ملحوظ نہیں ہے۔ موجودہ دور میں وراثت کے متعلق جس مسئلہ کو زیادہ اہمیت دی گئی ہے وہ میت کی اپنی حقیقی اولاد موجود ہونے کے باوجود یتیم پوتے، پوتی، نواسے اور نواسی کی میراث کا مسئلہ ہے، یعنی دادا یا نانا کے انتقال پر اس کےاپنے بیٹے کے موجود ہوتے ہوئے اس کے مرحوم بیٹے یا بیٹی کی اولاد دادا یا نانا کے ترکہ سے میراث پانے کی مستحق ہے یا نہیں، اس مسئلہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لے کر بیسویں صدی تک کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ دادا یا نانا کے انتقال پر اگر اس کا کوئی بیٹا موجود ہو تو اس کے دوسرے مرحوم بیٹے یا بیٹی کی اولاد کو کوئی حصہ نہیں ملے گا، اس مسئلہ میں نہ صرف اہل سنت کے مشہور فقہی مذاہب، حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ اور حنبلیہ، نیز شیعہ، امامیہ وزیدیہ اور ظاہریہ سب متفق ہیں، بلکہ غیر معروف ائمہ فقہا کا بھی کوئی قول اس کے خلاف منقول نہیں، البتہ حکومت پاکستان نے ١٩٦١ء میں مارشل لا کے ذریعے ایک آرڈیننس جاری کیا جس کے تحت یہ قانون نافذ کردیا گیا کہ اگر کوئی شخص مرجائے اوراپنے پیچھے ایسے لڑکے یا لڑکی کی اولاد کو چھوڑ جائے جو اس کی زندگی میں فوت ہوچکا ہو تو مرحوم یا مرحومہ کی اولاد دیگر بیٹوں کی موجوگی میں اس حصے کو پانے کی مستحق ہوگی جو ان کے باپ یا ماں کو ملتا اگر وہ اس شخص کی وفات کے وقت موجود ہوتے۔ پاکستان میں اس قانون کے خلاف شریعت ہونے کے متعلق عظیم اکثریت نے دوٹوک فیصلہ کردیا تھا کہ یہ قانون امت مسلمہ کے اجتماعی نقطۂ نظر کے خلاف ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں ہے:

''اللہ تعالیٰ تمہیں اولاد کے متعلق حکم دیتا ہے کہ مذکر کےلئے اس کا حصہ دو مونث کے حصہ کے برابر ہے۔'' [۴/النسآء:۱۱]

اس آیت کریمہ میں اولاد، ولد کی جمع ہے جس کے معنی جننے کے ہیں۔ جو جنے ہوئے معنی میں استعمال ہوا ہے لیکن ولد کے معنی دو طرح مشتمل ہیں

1۔ ایک حقیقی جو بلاواسطہ جنا ہوا ہو، یعنی بیٹا اور بیٹی۔

2۔ دوسرے مجازی جو کسی واسطہ سے جنا ہوا ہو، یعنی پوتا اور پوتی۔

بیٹیوں کی اولاد نواسی اور نواسے اس کے مفہوم میں شامل نہیں ہیں کیونکہ نسب باپ سے چلتا ہے، اس بنا پر نواسہ اور نواسی لفظ ولد کی تعریف میں شامل نہیں ہیں۔ یہ بھی ایک مسلمہ اصول ہے کہ جب تک حقیقی معنی کا وجود ہوگا مجازی معنی مراد لینا جائز نہیں ہے، یعنی لفظ ولد کے حقیقی معنی بیٹا یا بیٹی کی موجودگی میں پوتا اور پوتی وغیرہ مراد نہیں لیے جاسکیں گے، لہٰذا آیت کریمہ کا مطلب یہ ہوا کہ بیٹے کے ہوتے ہوئے پوتے پوتی کا کوئی حق نہیں ہے وہ پوتا پوتی زندہ بیٹے سے ہوں یا مرحوم بیٹے سے، امام جصاص رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''امت کے اہل علم کا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ حق تعالیٰ کے مذکورہ ارشاد میں حقیقی اولاد مراد ہے اور نہ اس میں اختلاف ہے کہ پوتا حقیقی بیٹے کے ساتھ اس میں داخل نہیں ہے اور نہ اس میں اختلاف ہے کہ اگر حقیقی بیٹا موجود نہ ہو تو مراد بیٹوں کی اولاد سے بیٹیوں کی نہیں، لہٰذا یہ لفظ صلبی اولاد کےلئے ہے اور جب صلبی نہ ہو تو بیٹے کی اولاد کو شامل ہے۔'' [احکام القرآن، ص:٦٩، ج٢]

پھر احادیث میں ہے کہ وراثت کے مقررہ حصے ان کے حقداروں کو دو، پھر جو بچے وہ میت کے سب سے قریبی مذکر رشتہ دار کےلئے ہے۔ [صحیح بخاری، الفرائض:٦٧٣٢]

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے مقرر حصے لینے والوں کے بعد وہ وارث ہوگا جو میت سے قریب تر ہوگا، چنانچہ بیٹا پوتے سے قریب تر ہے، اس لئے پوتے کے مقابلے میں بیٹا وارث ہوگا۔

شریعت نے وراثت کے سلسلہ میں اقرب فالاقرب کے قانون کو پسند فرمایا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ''ہر ایک کے لئے ہم نے موالی بنائے ہیں، اس ترکہ کے جسے والدین اور قریبی رشتہ دار چھوڑ جائیں۔'' [۴/النسآء ۳۳:]

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قریبی رشتہ دار کی موجودگی میں دور والا رشتہ دار محروم ہوگا، لہٰذا بیٹے کی موجودگی میں پوتا وراثت سے حصہ نہیں پائے گا۔

البتہ اسلام نے اس مسئلہ کا حل بایں طور پر فرمایا ہے کہ مرنے والے کو چاہیے کہ وہ اپنے یتیم پوتے، پوتیوں، نواسے، نواسیوں و دیگر غیر وارث حاجت مند رشتہ داروں کے حق میں مرنے سے پہلے اپنے ترکہ سے 1/3 کی وصیت کر جائے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

[تم پر یہ فرض کر دیا گیا ہے کہ اگر کوئی اپنے پیچھے مال چھوڑے جا رہا ہے تو موت کے وقت اپنے والدین اور قریبی رشتہ داروں کے لئے وصیت کرے، یہ پرہیز گاروں پر فرض ہے۔'' [۲/البقرہ ۱۸۰: ''

چونکہ حدیث کے مطابق وارث رشتہ دار کے لئے وصیت جائز نہیں ہے، اس لئے والدین کے لئے وصیت جائز نہیں ہے، البتہ دیگر رشتہ دار جو محتاج اور لاچار ہیں ان کے لئے وصیت کرنا ضروری ہے اگر کوئی یتیم پوتے، پوتیوں کے موجود ہوتے ہوئے دیگر غیر وارث افراد یا کسی خیراتی ادارہ کے لئے وصیت کرتا ہے تو حاکم وقت کو اختیار ہونا چاہیے کہ وہ حاجت مند یتیم پوتے، پوتیوں کے حق میں اس وصیت کو نافذ قرار دے، ہاں، اگر دادا نے اپنی زندگی میں یتیم پوتے، پوتیوں کو بذریعہ ہبہ ترکہ کا کچھ حصہ پہلے ہی دے دیا ہو تو اس کی وصیت کالعدم قرار دینے کے بجائے اس کو نافذ کر دیا جائے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد:2 صفحہ:293